باب۔48

عورت کا مقام

☆ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّـهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔

ترجمہ: اور ان عورتوں کو بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کو ہے۔ اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔ اللہ تو عزت و حکمت والا ہے۔(سورۃ البقرہ: آیت 228 کا حصہ)

☆ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّـهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۔

ترجمہ: مرد عورتوں کے حاکم ہیں (ذمہ دار ہیں) اس واسطے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مرد اپنا مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔(سورۃ النسآء: آیت 34 کا حصہ)

میں اس وقت چند اشارات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھیں! محبت، عرشِ اعظم سے اترتی ہے اور دلوں میں متمکن ہوتی ہے۔ محبت کیا کرتی ہے۔۔۔؟ محبت امتیاز کو مٹاتی ہے، اتحاد کو پیدا کرتی ہے، دو کو ایک کرتی ہے۔ توحید کی روح، محبت ہے۔ ذرا غور کرو کہ ماں باپ کی اولاد، بھائی بہن کہلاتی ہے۔ بھائی بہن کی اولاد، بھتیجا بھتیجی اور بھانجہ بھانجی ہوتی ہے۔ وہ کون ہے جو یہ کہہ سکے کہ میری اولاد تیری ہے اور تیری اولاد میری۔ وہ 'میاں بیوی' ہیں۔ محبت نے دونوں کو ایک کر دیا ہے، غیریت کو مٹا دیا ہے۔ من تو شدم تو من شدی ہو گیا ہے۔ روپیہ پیسہ رشتہ داروں نے دیا، اپنی آبرو کسی نے نہ دی۔ صرف بیوی ہے جو اپنی آبرو سے بھی دریغ نہیں کرتی۔ افسوس اس زمانے میں محبت شہر بدر کر دی گئی ہے۔ لہٰذا وہ اگلی سی شیرینیٔ محبت باقی نہیں رہی۔ جدھر دیکھو تلخی، ناگواری، دشمنی اور عداوت ہے۔

صاحبو! کبوتر کبوتری، چڑا چڑیا ایک آشیانہ میں رہتے ہیں۔ اپنے بچوں کو پالتے ہیں۔ دانہ بدلی کرتے ہیں۔ اپنے پیٹ میں سے نکالتے ہیں اور بچوں کو کھلاتے ہیں۔ میاں بیوی کو بھی ایک گھر میں رہنا اور بچوں کو پالنا

Siddiqi Publications

چاہیے۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی اپنا وقت کسی کو دیتا ہے تو اس کی پرورش اس کے آقا کے فرائض میں داخل ہو جاتی ہے۔ ذرا عورت کی فطرت پر غور کرو۔ شادی کے بعد بیوی امید سے رہتی ہے، اس کو دن چڑھ جاتے ہیں۔ طبیعت پر ناگواری آجاتی ہے۔ بار بار اس کو زمین دیکھنا پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں کام کاج کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ جب نورِ نظر ظاہر ہوتا ہے، لختِ جگر پیدا ہوتا ہے تو رضاعت اور دودھ پلانے کا زمانہ آجاتا ہے۔ اور جدید روح کی پرورش بھی لازم ہو جاتی ہے۔ کوئی سچ کہے، ایمان داری سے کہے کہ اس کا مالی بار کون اٹھائے گا۔۔۔؟ بے شک شوہر اٹھائے گا۔ میاں کمائے گا اور بیوی بچے کھائیں گے۔ لہٰذا عورتوں کے کیا فرائض ہونے چاہیے۔۔۔؟ گھرداری، بچوں کو پالنا، ان کی تعلیم اور تربیت میں دلچسپی لینا۔ مگر افسوس اب کیا ہو رہا ہے؟ ہوٹل میں کھاتے ہیں۔ ہاسپٹل میں تیمارداری کی جاتی ہے۔ دَم آسان ہوتا ہے تو کسی ڈاکٹر یا ڈاکٹرنی کے ہاتھوں بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کا دودھ نصیب نہیں ہوتا۔ ماں کی گود نہیں ملتی۔ کوئی آیا بنا دی جاتی ہے۔ گائے بھینس کے دودھ کی شیشی اس بچے کے لیے پستانِ مادر بن جاتی ہے۔ پھر کیا ہو گا؟ جیسی روح ویسے فرشتے! جیسی آیا ویسی تربیت ! گھوڑی کے بچے کو اگر بھینس کا دودھ پلایا جائے تو وہ کیچڑ میں بیٹھ جاتا ہے۔ بچہ، بھینس کا دودھ پی کر انسانی صفات کا مظاہرہ کیونکر کرے گا؟ وہ ماں باپ سے کیونکر محبت کرے گا جب کہ ماں باپ کی آغوش میں پرورش ہی نہیں پائی؟

آج کل تو صورتِ حال یہ ہو گئی ہے کہ میاں بھی نوکر، بیوی بھی نوکر۔ وہ اُدھر نوکری کے لیے نکلے، یہ اِدھر۔ میاں بیمار ہیں، تڑپ رہے ہیں، بے قرار ہیں۔ اور بیوی فرماتی ہیں "میرے تو کلب جانے کا وقت ہو گیا ہے دیکھنا آیا ! صاحب کی اچھی طرح خدمت کرنا"۔۔۔! پہلے بیویاں پکاتی تھیں، خانہ داری کرتی تھیں، کپڑے سیتی تھیں، غیر مرد کے سامنے اپنے کپڑوں کو جانے نہ دیتی تھیں، بعض تو گھر ہی میں کپڑے دھلوا لیتی تھیں۔ اب باورچی کھانا پکاتا ہے، درزی کپڑے سیتا ہے، دھوبی کپڑے دھوتا ہے یا کپڑے ڈرائی کلینر کے پاس جاتے ہیں۔ روپیہ برباد، صحت برباد، تربیت برباد۔ اب آرام کہاں؟ راحت کہاں؟ خوش حالی کس مقام میں۔۔؟

صاحبو !اس اصولی بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو کہ جس بات کی اور جتنی ضرورت ہے اس کا علم رکھنا چاہیے۔ ضرورت سے زیادہ فضول ہے۔ عورت کو ضرورت ہے کھانے پکانے کی، دوا دارو کرنے کی، اولاد کی پرورش کرنے کی، ابتدائی تعلیم دینے کی، ضروری لکھنے پڑھنے کی۔ بے شک اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ جس

طرح مرد، سپاہی ہوتا ہے یا ہونا چاہیے، اسی طرح مسلمان عورت کو سپاہ گری سے کچھ حصہ ملنا چاہیے۔ جس طرح مردوں کے حقوق، عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ لیکن اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ عورتیں بھی چار مردوں سے نکاح کر سکتی ہیں، جس طرح کہ مرد چار عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ دیکھو جہاں "مِثْلُ" کا لفظ آیا ہے وہاں "بِالْمَعْرُوْفِ" کا بھی لفظ ہے۔یعنی معلوم اور مشہور طریقے کے مطابق۔ اس طریقے کے مطابق جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج تھا۔ اس زمانے میں اگر روز نیا رواج پیدا کر لیں تو اس پر اسلامی ہونے کے احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ ذرا یہ بھی تو دیکھو کہ قرآن میں یہ بھی ہے کہ مردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے۔ وہ فوقیت کیا ہے۔۔۔؟ مرد پالنے والا ہے۔ پرورش کرنے والا ہے۔ مالی بار اٹھانے والا ہے۔ اور جو مالی بار اٹھاتا ہے تو وہ حکومت بھی کرے گا۔

صاحبو! آج کل جہاں ملکوں کی آزادی کا مرض عام ہو رہا ہے وہاں عورتوں میں بھی حریت و مساوات کی بیماری پھیل رہی ہے۔ ذرا کوئی دونوں کی فطرتوں پر غور کرے۔ مردوں کی پیدائش کے اغراض و مقاصد جدا ہیں اور عورتوں کے جدا۔ ایک کمانے اور کھلانے کے لیے پیدا ہوا ہے تو دوسرا میاں کی کمائی اٹھانے اور خرچ کرنے کے لیے اور اسے صحیح مقام پر صرف کرنے کے لیے۔ کیا عورت کمانے کے لیے پیدا ہوئی ہے۔۔۔؟ ہرگز نہیں۔ عورتوں کے سر میں آزادی کی یہ ہوا اس لیے بھری ہے کہ میاں نکلے نکھٹو اور بیوی نکلی کمانے۔ دیکھو اب یہ "بِمَا أَنفَقُوا" کہاں ہے۔۔۔؟

جو عورتیں مردوں کے برابر علم حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں ان کا دماغ ضعیف ہو جاتا ہے۔ وہ جننے اور پالنے کی قابلیت نہیں رکھتیں۔ پڑھتے دونوں ہیں مگر مردوں کی علمی قابلیت کہاں اور عورتوں کی کدھر؟ ایک آدھ عورت، علمی لیاقت میں ممتاز ہو بھی گئی تو کیا۔۔۔! حکم تو، عمومیت پر ہی دیا جاتا ہے نہ کہ اس خصوصی حالت پر۔ بعض مرغیاں بانگ بھی دیتی ہیں، لیکن ایسے اتفاقات پر کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا۔ کوئی بتائے، کیا کوئی عورت پیغمبر بھی ہوئی ہے۔۔؟ دیکھیں! ہمیشہ باورچی، ماما سے بہتر پکاتا ہے۔ درزی، درزن سے بہتر سیتا ہے۔ گانے والی عورت سے، گویّا بہتر ہوتا ہے۔ مردوں سے مقابلہ کرنے کا دعویٰ رکھنے والیاں کیوں جنگِ عظیم میں شریک نہیں ہوتیں۔ لاکھوں اور کڑوروں مرد لڑ رہے ہیں اور مر رہے ہیں۔ کیوں مساوات کا دعویٰ کرنے والی یہ عورتیں بیٹھی تماشہ دیکھ رہی ہیں؟ ذرا میدان میں نکلیں اور کچھ اپنی شجاعت کے ہاتھ بتائیں۔۔۔ یاد رکھو! مردوں کے ہتھیار جدا ہیں اور عورتوں کے ہتھیار جدا۔ ان کی نزاکت، ان کا حسن، ان کی ادائیں، ان کا ہتھیار ہیں۔ عورتوں کو کیا ضرورت ہے کہ اپنے ہتھیار چھوڑ کر مردوں کے ہتھیار سے کام لیں۔

دیکھو! ہر شخص کو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔ میاں محنت کرے، کمائے۔ بیوی سلیقے سے اس کا پیسہ خرچ کرے، اپنے بچوں کو پالے۔ مرد اگر ڈاکٹر ہے تو بیوی نرس بنے۔ عورت اگر فطرت کے خلاف جدوجہد کرے گی تو ہر گز کامیاب نہ ہو گی۔ اب بچے دایا کے ہاتھ میں پلتے ہیں۔ ان کو ڈبوں کا دودھ ملتا ہے۔ ان کو معلوم ہی نہیں کہ شیر مادر کسے کہتے ہیں۔ ماں کی گود سے وہ واقف ہی نہیں۔ دایاؤں کی گود میں پلنے والوں کو بھلا عزتِ نفس، اولوالعزمی اور خودداری کیسے مل سکے گی۔۔۔؟

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 2 صفحہ 89 تا 92 اور پارہ 5 صفحہ 12 تا 16}

متفرقات-Miscellaneous

ایک تاریخی واقعہ ہے کہ روسی لوگ بُت پرست تھے، ان کا ایک وفد تحقیقِ مذہب کے لیے جب قسطنطیہ پہنچا تو مذہبِ اسلام ان کو پسند آیا۔ ممنوعات میں شراب پینا بھی تھا۔ روسی وفد نے کہا کہ ہم سرد ملک کے رہنے والے ہیں بغیر شراب کے آرام سے نہیں رہ سکتے۔ علماء نے ترکِ شراب پر شدومد سے تاکید کی۔ جس کا نتیجہ روسیوں کا نصرانی ہو جانا تھا۔ اگر اُس وقت کفر کے مقابل نشہ سے خاموش ہو جاتے، بڑے شر کے مقابل چھوٹے شر کو اختیار کر لیتے تو آج اتنی بڑی قوم اسلام کے ہاتھ سے نہ نکل جاتی۔۔۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک ہی دفعہ میں شراب کو حرام کر دیتا۔ مگر نہیں اُس نے رفتہ رفتہ اس کو حرام فرمایا۔ علمائے اسلام کو چاہیے کہ نو مسلموں کو پہلے توحید کی پھر دوسرے اہم ارکان کی تعلیم دیں۔ ابھی غریب مسلمان ہوا کہ اسے فرض نمازوں کے ساتھ سنتوں کی بھی تاکید کی، روزوں کے ساتھ تراویح بھی لگا دی۔ نہیں۔۔! ان سب کی پابندی آہستہ آہستہ کرنی چاہیے۔ غریب نو مسلم پر اللہ کے واسطے رحم کریں۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-مقدمہ صفحہ 45}

Siddiqui Publications